چاہئے۔جن خواتین کو اللہ نے دولت کی نعمت سے نوازا ہے انہیں اللہ کے مقرر کردہ فرض یعنی زکوٰۃ کی ادائیگی کے ساتھ اپنی اس نعمت کو اللہ کے پیغام کی اشاعت میں لگانا چاہئے۔جن خواتین میں اللہ تعالیٰ نے تنظیمی صلاحیتیں بخشی ہیں، انہیں اللہ کے پیغام کو منظّم انداز میں پہنچانے کے لیے تنظیمی شکلیں نکالنے کی کوشش کرنی چاہیے۔غرض جس پہلو سے وہ باصلاحیت ہوں ان صلاحیتوں کو انسانیت کی بقا اور مثالی سماج کی تعمیر میں لگادینے اور دیگر خواتین کو اس کام کے لیے آمادہ و تیار کرنے میں لگادینا چاہیے۔

آج کی دنیا میں خواتین کو تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ سابق دور کی سج دھج کی جانب ڈھکیلا جا رہا ہے اور اپنی فطری ذمہ داریاں ادا کرنے سے دور کیا جا رہا ہے۔جس کے نتیجے میں بنی نوع انسان میں برائیاں عام ہوتی جارہی ہیں۔انسان انسانیت کے بلند مرتبہ سے گرکر اسفل السافلین میں پڑتا جارہا ہے۔ اس پستی سے نکلنے کا واحد راستہ یہ ہے کہ عورت کو اس کے حقیقی مقام سے آگاہ کیا جائے اور اس کو انسانیت کے معمار کی حیثیت سے دوبارہ اپنی ذمہ داریاں نبھانے پر آمادہ و تیار کیا جائے۔ اسی وقت یہ دنیا امن کا گہوارہ اور انسانوں کے لیے راحت کا سامان بن سکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہماری ماؤں اور بہنوں کو صحابیات کی زندگیوں کو اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ انہیں علم اور عمل میں ترقی عطا کرے۔ نئی نسل کو اسلام کی بنیادوں پر استوار کرنے کے لیے انہیں سعادت و صلاحیت سے نوازے۔ اپنی ملّی بہنوں کی اصلاح کرنے اور انہیں اپنے دین کی حفاظت ،اشاعت اور اقامت کے عظیم مشن کے لیے تیار کرے۔ اپنی وطنی بہنوں کو اسلام کی دعوت پیش کرنے کے مواقع اور وسائل مہیا کرے۔اللہ تعالیٰ انہیں صحیح معنوں میں معمارِ انسانیت بنائے تاکہ ملک وملت کی تقدیر سنور سکے، یہ ملک امن و انصاف کا گہوارہ بن سکے۔ اللہ تعالیٰ مردوں کو اپنے گھر والوں کی تربیت کی فکر نصیب کرے۔اللہ تعالیٰ خواتین میں دینی بیداری کے لیے راستہ ہموار کرے۔ان کے اندر صلاحیت و صالحیت پیدا کرے۔ ان کے ذریعے ایسی نسل تیار ہو جو دنیا کے مستقبل کو خوشگوار بنا سکے۔آمین یا رب العالمین

﴿وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبۂ جمعہ

عورت ۔ معمارِ انسانیت

انسانی معاشرہ مردوں اور عورتوں سے وجود میں آتا ہے۔اسلام نے دونوں کو مخاطب کیا ہے۔یہ دین جس طرح مردوں کے لیے ہے اسی طرح عورتوں کے لیے بھی ہے۔اسلام نے خواتین کو بڑی اہمیت دی ہے۔ بجا طور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ عورت نصف انسانیت ہے جس کی گود میں بقیہ نصف انسانیت پرورش پاتی ہے۔ایک مرد کی تعلیم ایک فرد کی تعلیم کے برابر ہے جبکہ ایک خاتون کی تعلیم ایک خاندان کی تعلیم کے مترادف ہے، کیوں کہ ماں کی گود کو پہلا مدرسہ قرار دیا گیا ہے، اس لحاظ سے دیکھا جائے تو عورت انسان کی سیرت کو تعمیر کرتی ہے، وہ یا تو اپنی اولاد کو صالح بنائے گی یا اس کے بگاڑ کی ذمہ دار ہوگی۔تاریخ شاہد ہے کہ جتنی بڑی بڑی شخصیات گزری ہیں، ان کے بنانے میں ان کی والدہ کا رول نمایاں رہا ہے ۔ اسلام چاہتا ہے کہ عورت انسانیت کی معمار بنے۔عورت کو معمارِ انسانیت بنانے میں مردوں کو بھی اپنا رول ادا کرنا چاہئے۔ اسلام نے مرد کو اپنے گھر کا نگران بنایا ہے اور اسے اپنے گھر والوں کی تربیت کا ذمہ دار قرار دیا ہے۔تو آیئے ہم یہ دیکھیں کہ کس طرح ہم اپنی عورتوں کو معمار انسانیت بنا سکتے ہیں تاکہ ان کی زندگیاں بھی سنوریں اور نئی نسل بھی دین کی خدمت کے لیے تیار ہو۔

دنیا میں انسانی زندگی کو انسانیت کی معراج تک پہنچانے میں جس ہدایت کا ساتھ رہا ہے وہ خدائی ہدایت ہے جو پیغمبروں کے ذریعہ بنی نوعِ انسان کو روزِ ازل سے بہم پہنچائی گئی ہے۔ سب سے پہلے انسان۔حضرت آدم علیہ السلام۔کی تخلیق کے بعد ان کی تنہائی دور کرنے کے لئے خالقِ کائنات نے حضرت حواؑ کو پیدا کیا۔زمینی زندگی کے آغاز ہی سے حضرت حوّا علیہا السلام نے خدائی ہدایت پر عمل کرتے ہوئے حضرت آدم علیہ لسلام کا بھرپور ساتھ دیا اور اپنی اولاد کو خدائی ہدایت کے مطابق ڈھالا۔

انسانیت کے بلند مقام پر پہنچنے کے لئے سب سے پہلی صفت یہ ہے کہ انسان اپنے حقیقی خالق کو پہچاننے اور بخوشی اس کی عبادت اور اطاعت پر آمادہ ہو جائے۔ اس کا شکر گزار بندہ بن کر رہے۔ خطاؤں پر معافی طلب کرے اور اپنے رب کی جانب پلٹے۔ حضرت حواؑ دنیا کی پہلی عورت ہیں جنہوں نے اس صفت کو اختیار کیا، اپنی اولاد کو اس کی تعلیم عملاً دی اور ان کو اللہ کے قرب کا سبق پڑھایا۔

جب حضرت آدم نے اپنی اولاد کو اخلاق کے بلند مقام تک پہنچانا چاہا تو ان کا ساتھ دینے والوں میں ان کی بیوی پیش پیش رہیں۔ ان کی ڈھارس بندھا کر دعوتی کاموں میں ابھارتی اور ان کی ہمت افزائی کرتی رہیں۔

انبیاءؑ نے خدائی ہدایت کی روشنی میں ہمیشہ انسانوں کو انسانیت کے بلند مقام تک پہنچانے کی ان تھک کوشش کی۔ انبیاءؑ کے گھر تربیت کا پہلا گہوارہ ہوا کرتے تھے جہاں سے انسانیت کے عظیم الشان نمونے دنیا کے سامنے پیش ہوتے رہے۔ مثلاً حضرت ابراہیمؑ کے گھر حضرت اسماعیلؑ جیسی اطاعت شعار اور اللہ کی راہ میں اپنے آپ کو قربان کردینے والی اولاد کی تربیت ان کے والدین کے ذریعے ہوئی۔

اللہ تعالیٰ کی بے چوں و چراں اطاعت و فرمانبرداری، اللہ سے محبت ، اللہ پر توکل اور کمال پامردی کے ساتھ استقامت۔۔ یہ سب چیزیں انسان کو اخلاق کی بلندی اور انسانیت کی معراج پر پہنچنے کے لئے نہایت ضروری اوصاف ہوتے ہیں۔ حضرت ابراہیمؑ کی زوجۂ محترمہ اور حضرت اسماعیلؑ کی والدہ محترمہ حضرت ہاجرہؑ میں یہ اوصاف بہترین انداز میں دکھائی دیتے ہیں۔اور حضرت اسماعیلؑ کی سیرت میں اس کی جھلک صاف نظر آتی ہے۔

حضرت ابراہیم حضرت ہاجرہؑ کو اپنے شیرخوار بچّے کے ہمراہ ایک ''وادیٔ غیر ذی زرع'' (ایسی وادی جو ذرخیز نہ ہو) میں چھوڑ کر جانے لگتے ہیں اور حضرت ہاجرہؑ تڑپ تڑپ کر پوچھتی رہتی ہیں کہ چھوٹے معصوم کے ساتھ یکہ وتنہا کیوں چھوڑے جارہے ہیں لیکن جب یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ اللہ کا حکم ہوا تو اللہ کی یہ بندی صبرورضا کی پیکر بن جاتی ہے۔ اللہ کا حکم ہے تو سرِ تسلیم خم ہے۔ اب اس کے سوا کسی پر توکل نہیں ۔ چند ہی دنوں میں سخت مرحلہ پیش آجاتا ہے۔ ننھے معصوم کی خاطر پانی کی تلاش

لحاظ رکھنے، مردوں سے خلا ملا کرنے اور ٹھٹھا مذاق کرنے سے پرہیز کرنے، زنا کے قریب بھی نہ پھٹکنے اور بات کرنے کا موقع آ جائے تو چھوئی موئی بن کر گھر میں بند رہ جانے کی بجائے سپاٹ لہجے میں کھلے طور پر بات کرنے کی ہدایت کرتا ہے، اس طرح کی بات کہ اس سے مطلب بھی پورا ہو جائے اور سامنے والے شخص کے دل میں بھی کوئی برا خیال پیدا نہ ہو۔

قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ
فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا

''اور جو نیک عمل کرے گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ ہو وہ مومن تو ایسے لوگ ہی جنت میں داخل ہونگے اور ان کی ذرّہ برابر حق تلفی نہ ہوگی۔'' (سورۂ نساء: ۱۲۴)

اسی طرح اس ربِّ حکیم کا فرمان ہے:

''جو برائی کریگا اس کو اتنا ہی بدلہ ملے گا جتنی اس نے برائی کی ہوگی اور جو نیک عمل کریگا خواہ وہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ ہو وہ مومن ایسے سب لوگ جنت میں داخل ہوں گے جہاں ان کو بے حساب رزق دیا جائے گا۔'' (سورۂ مؤمن: ۴۰)

قرآن کی رو سے عمل برا بھی ہوسکتا ہے اور نیک بھی۔ عمل ایک وسیع الاطراف چیز ہے جو زندگی کے ہر شعبہ میں وقوع پذیر ہوتا ہے۔ اسے صرف عبادت تک محدود نہیں کیا جا سکتا۔ لہٰذہ اس معنیٰ میں جہاں مردوں پر کچھ ذمّہ داریاں عائد ہوتی ہیں وہیں عورتوں پر بھی فطری حدود میں رہ کر مختلف شعبہ ہائے زندگی میں عملاً جو فرائض عائد ہوتے ہیں انہیں پورا کرنا ہوتا ہے۔ سماج کے بگاڑ کو دور کرنے اور سماج کو خدائی ہدایت کے مطابق بنانے سنوارنے میں بھی ان کا حصّہ ہوتا ہے اور ان حدود کی پاسداری کرتے ہوئے انہیں اس میدان میں جدوجہد کرنا چاہیۓ۔

جو خواتین اپنے اندر تحریر و تقریر کی صلاحیت رکھتی ہیں انہیں اس صلاحیت سے کام لینا چاہیۓ۔ جو خواتین اللہ کے پیغام کو سماج کے دیگر خواتین تک پہنچانے کا ملکہ رکھتی ہوں انہیں اس میدان میں سرگرم رہنا

میں بے قراری سے دوڑ بھاگ کرتی ہیں۔ صفا اور مروہ کی پہاڑیوں کے بیچ ان کی اس دوڑ سے خالقِ کائنات کی رحمت کو جوش آجاتا ہے۔ ننھے اسماعیلؑ کی ایڑیوں کے پاس سے پانی کا چشمہ ابل پڑتا ہے جو قیامت تک کے لئے اللہ کی نشانی بن جاتا ہے۔ حضرت ہاجرہؓ کی اس دوڑ کو قیامت تک کے لیے یادگار بنا دیا جاتا ہے حج وعمرہ کی سعادت حاصل کرنے والا ہر انسان اس دوڑ کا حصہ بن جاتا ہے۔

حضرت ہاجرہؓ اطاعت و فرمانبرداری کی خو اپنے بچے میں اتار دیتی ہیں اور جب حضرت ابراہیمؑ اللہ کے حکم سے حضرت اسماعیلؑ کو اللہ کی راہ میں ذبح کرنے کا ارادہ ظاہر کرتے ہیں تو بچہ بھی اللہ کے حکم کے آگے سرِ تسلیم خم کر دیتا ہے۔ اللہ کی محبت میں سب کچھ لٹا دینے کا جذبہ حتیٰ کہ جان جیسی قیمتی چیز کا نذرانہ خوشی خوشی پیش کر دینے کا جذبہ انسانیت کو اخلاق کی بلندیوں پر پہنچا دیتا ہے۔ حضرت اسماعیلؑ نے وہ نمونہ انسانی تاریخ میں چھوڑا جو اللہ تعالیٰ کو اس قدر محبوب ہوگیا کہ رہتی دنیا تک اس یادگار عمل کو قربانی کی حیثیت سے زندۂ جاوید بنا دیا گیا۔ بے شک حضرت ہاجرہؓ انسانیت کے اعلیٰ مرتبہ پر فائز ہیں جنہوں نے بہترین نمونہ چھوڑا۔

انسانیت کے بلند مرتبہ پر فائز ہونے کے لئے جو صفات درکار ہیں ان میں سیرت کی پاکیزگی اور عصمت و عفت کی حفاظت ہے۔ حضرت مریمؑ کا کردار اس بات کا گواہ ہے کہ عورت نے انسانی سماج میں پاکیزہ کردار کا اعلیٰ نمونہ انسانیت کے سامنے رکھا۔ سخت آزمائش کا سامنا بھی سچائی اور پاکیزگی کی خاطر کیا اور رہتی دنیا تک انسانی تاریخ میں پاکیزگی کا بلند مینار بن کر انسانیت کو روشن کرنے والی بن گئیں۔ ایسی ہی مثال حضرت عائشہؓ نے تاریخ میں رقم کی جب ان پر تہمت لگادی گئی تھی۔ آپ نے پورا معاملہ اللہ کے حوالے کر دیا۔ پوری مدّت روحانی تکلیف میں مبتلاء رہیں، صبر کیا، اللہ سے مدد چاہی۔ اللہ کی جانب سے اس تہمت کو جھوٹا قرار دے کر آپ کی بے گناہی کا اعلان کر دیا گیا تو آپ نے بے ساختہ اللہ کا شکر ادا کیا۔

انسانیت کے معراج میں استقامت اور بہادری کو بڑا مقام بلند حاصل ہے۔ اسلامی تاریخ میں حضرت سمیہؓ۔ استقامت کا پہاڑ۔ مکّہ کے سرداروں کے روبرو کلمہ حق کہنے اور ثابت قدم رہنے کی بنا پر

پروان چڑھانا اور انہیں فطری حدود میں رہ کر بخوشی اپنے فطری فرائض پورا کرنے پر آمادہ کرنا نہایت ضروری ہے۔ عورت گھر کی ملکہ، بچوں کی اتالیق و مربی ہوتی ہے۔ بچوں کی صحیح تربیت، نئی نسل کو خدا کا نیک بندہ بنانا دراصل ملک کے لئے اچھا، دیانتدار اور محنتی شہری بنانے کا عمل ہے جو اسلام کی تعلیمات کی روشنی میں ایک عورت انجام دے سکتی ہے۔ دنیا میں اسلام ہی وہ واحد دین ہے جو عورت کو اس کا فطری اور صحیح مقام عطا کرتا ہے اور اپنے دائرے میں رہتے ہوئے اپنی فطری ذمّہ داریاں ادا کرنے پر عزت و وقار کا مقام عطا کرتا ہے۔ مغربی تہذیب عورت کو مرد بنا کر اونچا مقام دینے کا دعویٰ کرتی ہے جس کے نتیجے میں عورت بازار کی زینت اور شمع محفل بن جاتی ہے اور سماج میں بگاڑ کا ایک سیلاب آ جاتا ہے۔ دوسری جانب اسلام عورت کو عورت ہی کے مقام پر رکھ کر اس کو باحیا، باکردار اور باوقار بناتا ہے اور اس کی عزت افزائی کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاھِلِیَّۃِ الْاُوْلٰی وَاَقِمْنَ الصَّلٰوۃَ وَاٰتِیْنَ الزَّکٰوۃَ وَاَطِعْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ

یعنی ”اپنے گھروں میں ٹک کر رہو اور سابق دور کی سی سج دھج نہ دکھاتی پھرو، نماز قائم کرو زکوٰۃ دو اور اللہ اور رسول کی اطاعت کرو“ (سورہ الاحزاب ۳۳)

قرآن یہ بھی کہتا ہے:

اِنِ اتَّقَیْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَیَطْمَعَ الَّذِیْ فِیْ قَلْبِہٖ مَرَضٌ وَّ قُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا

یعنی ”اگر تم اللہ سے ڈرنے والی ہو تو دبی زبان سے بات نہ کیا کرو کہ دل کی خرابی کا مبتلا کوئی شخص لالچ میں پڑ جائے، بلکہ صاف سیدھی بات کرو“ (سورہ الاحزاب ۳۲)

کہاں مغربی تہذیب ٹی وی سنیما کمپیوٹر اور رسالوں کے ذریعہ خواتین کو مردوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر لگاوٹ سے بات کرنے، تفریح گاہوں میں گھومنے پھرنے، سرعام ٹھٹھا مذاق کرنے اور شادی سے پہلے ہی رضامندی سے جنسی تعلقات قائم کرنے اور باہم زندگی live in کے نام پر زندگی بسر کرنے ....جیسی اباحیت پرستی کی سرپرستی کرتی ہے اور کہاں اسلامی تعلیمات شرم وحیا کا پاس و

شہید کر دی گئیں اور رہتی دنیا تک بہادری اور استقامت کی مثال بن گئیں۔

شجاعت اور محبّت اخلاقی حیثیت سے انسان کو بلند مرتبہ پر پہنچانے والی صفات ہیں۔عورت نے بے مثال شجاعت اور حبِّ رسول کا نمونہ تاریخ میں چھوڑا ہے۔

حضرت امِّ عمّارہؓ کا کردار تاریخ نے محفوظ کر لیا ہے جنھوں نے نبی اکرمﷺ کی دفاع کرتے ہوئے میدان جنگ میں زخم پر زخم کھائے مگر کسی دشمنِ اسلام کو حضورﷺ تک پہنچنے نہ دیا۔ حضرت خنساءؓ صبروضبط اور حبِّ رسول کی اعلیٰ مثال قائم کر گئیں جب انہوں نے اپنے باپ، شوہر، اور بیٹوں کی شہادت کی خبر سننے پر اللہ کی راہ میں ان کی شہادت پر شکر، صبر و ضبط کا مظاہرہ کیا مگر بے چین ہو کر حضور نبی اکرمﷺ کی خیریت دریافت کرتی رہیں اور آپ کی خیریت معلوم ہو جانے پر اللہ کا شکر ادا کیا اور کہا کہ آپؐ سلامت ہیں تو اپنے عزیزوں کی شہادت کا کوئی غم نہیں۔

حضرت عائشہؓ اسلامی کردار کا اولیٰ نمونہ ہیں۔ ایک عورت کس حد تک علم حاصل کر سکتی ہے، اپنی ذہانت کو کس حد تک استعمال کر کے انسانی مسائل کو خدائی ہدایت کی روشنی میں حل کر سکتی ہے، اللہ اور رسول کے منشاء کو کس حد تک عام لوگوں کے علم میں بہ آسانی لا سکتی ہے اور مشکل مقامات پر رہنمائی کر سکتی ہے اس کا نمونہ دیکھنا ہو تو حضرت عائشہؓ کی زندگی میں دیکھا جا سکتا ہے۔علم کی پختگی، فقہی مسائل کا فہم، انسانی زندگی کی پیچیدگیوں کو اسلامی تعلیمات کی روشنی میں حل کرنا اور سلجھانا حضرت عائشہؓ کی سیرت کا اٹوٹ حصّہ ہیں۔ آپؓ وقت کی بہترین قائد، فقیہ اور رہنما رہی ہیں بلکہ آپ اسلامی تعلیمات کی ایسی سکالر رہی ہیں جن سے خلفائے راشدین نے استفادہ کیا ہے۔

سچ، انسانیت کی اعلیٰ قدر ہے۔ سچ کی تربیت ایک معیاری اور مثالی معاشرے کی تعمیر میں بڑا اہم رول ادا کرتی ہے۔ جس معاشرے کے افراد میں سچ بولنے کا رواج ہو وہاں اعلیٰ قسم کی انسایت پروان چڑھتی ہے۔ اس کی تربیت کرنے میں عورت کا بڑا ہاتھ ہوتا ہے۔ مثلاً حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی ماں نے اپنے بچّے کی اس طرح تربیت کی تھی کہ وہ کسی حال میں جھوٹ بولنا پسند نہیں کرتے تھے۔ ان کی اس صفت نے ڈاکوؤں کے سردار کی زندگی بدل دی اور ساتھ ہی ان کے ساتھی ڈاکوؤں کی۔ بغل

میں سلی اشرفیوں کو بچانے کے مقابلے میں ماں کی نصیحت پر عمل کرنے اور سچ بولنے کے کردار نے ایک سفّاک، بے رحم اور لوٹ مار کرنے والے ڈاکو کی کایا پلٹ دی اور وہ زندگی بھر کے لئے تائب ہو کر نیکی کے راستے پر چلنے لگا۔ عورت ہی ہے جو اعلیٰ کردار کے انسان بنا سکتی ہے۔

دورِ جدید میں خواتین کو اپنے حقوق حاصل کرنے کی خاطر اُبھارنے اور اس میدان میں جدوجہد کرنے کے لیے بین الاقوامی سطح پر آزادیٔ نسواں کا آوازہ بلند کیا جا رہا ہے اور خواتین کو مردوں کے بالمقابل اُٹھا کھڑا کیا جا رہا ہے۔لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ عورتوں پر ظلم وستم بڑھتا ہی جا رہا ہے۔ عورتوں کا اغوا، زنا بالجبر، جہیز ہراسانی، گھروں کی ملازمہ کو ایذا دینے کا عمل ایک طرف، دوسری جانب عورت خود بخوشی اپنی عفّت وعصمت داؤ پر لگا رہی ہے۔ بغیر شادی کے غیر مردوں کے ساتھ live in کے نام سے زندگی بسر کرنا، بے حیائی بدکرداری کو فیشن سمجھ کر اختیار کرنا اور اسے ترقی کی نشانی سمجھنا۔ ایسا کیوں ہے؟ ایسا اس لیے ہو رہا ہے کہ مغربی تہذیب عورت کو زیادہ سے زیادہ آزاد خیال، فیشن پرست اور مادّہ پرست بنانا چاہتی ہے اور مردوں کے دوش بدوش چلنے کو ترقی اور روشن خیالی بتاتی ہے۔ اس طرح عورت کو خوشی خوشی بازار کی زینت بننے پر آمادہ و تیاّر کرتی ہے۔ چست لباس پہننا، کلبوں پارٹیوں میں جانا، مخلوط تعلیم گاہوں اور ملازمت کی جگہوں پر اور تفریح گاہوں میں مردوں کے ساتھ خلاملا ان سب کاموں کو ترقی پسندی اور ماڈرن طرز کی زندگی کا حصّہ سمجھا جاتا اور سمجھایا جاتا ہے۔ اس کی وجہ سے مردوں کے جذبات میں سفلہ پن آ جاتا ہے اور وہ عورتوں کا اغوا اور گینگ ریپ (اجتماعی عصمت دری) جیسے قبیح فعل کر گزرتے ہیں۔ ان کے اندر خدا پر ایمان، آخرت کی بازپرس کا یقین اور پیغمبروں کی تعلیمات کا شائبہ تک نہیں ہوتا۔ نئی نسل میں مادّہ پرستی اور مادّی ترقی کی ایک ہوس لگا دی جاتی ہے۔ زندگی کے مزے اور خوشیاں حاصل کرنے کے لیے کچھ بھی کر گزرنے کا جذبہ ان پر حاوی ہو جاتا ہے جس کی بنا پر سماج میں برائی عام ہو جاتی ہے۔

اس برائی کو دور کرنے کا واحد ذریعہ سماج کو خدائی ہدایت سے آگاہ کر کے اس پر عمل کرنے کے لئے تیاّر کرنا ہے۔خداخوفی اور آخرت شناسی پیدا کرنا، عورتوں میں شرم و حیا کا جذبہ بیدار کرنا اور